

اخلاق عالیہ، تواضع و انکساری، صبر و تحمل، احسان و کرم گستری، شفقت و رحمت، غفور و درگزر، جرأت ایمانی اور حق و صداقت کیلئے اولوالعزمی، عمل و علم میں کمال امتیاز، استغناء و سیرچشمی وغیرہ نے ہر کہ و مہ، دوست، دشمن، اپنے اور غیر سب ہی سے اپنا لوہا منوایا۔ کمال یہ تھا کہ صفات حمیدہ میں رسوخ نے وہ طبعی کیفیت حاصل کر لی تھی کہ کبھی بھی انکی نمود و ظہور میں تکلف کا شائبہ کسی کو محسوس نہ ہوتا تھا۔ ایک طرف وہ عالم بے بدل تھے اور مسند علم پر علمی تحقیقات سے تشنگان علوم کو سیراب فرماتے تھے تو دوسری طرف شیخ وقت اور مرشد کامل تھے کہ طالبین کو تعلق مع اللہ کی دولت سے مالا مال فرمایا کرتے تھے۔ پھر ان عظیم دینی اور روحانی خدمات کیساتھ انہوں نے پاکستان میں نظام اسلام کے قیام کیلئے مملکت خداداد اور پاکستان کے تحفظ و استحکام کیلئے جو گرفت و خدمات انجام دیں پاکستان کا ہر ذی شعور شہری اس سے بخوبی واقف ہے اور اسمبلی کا ریکارڈ اس کیلئے شاہد عدل ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے آثار علمیہ اور دارالعلوم حقانیہ کے فیوض و برکات کو تادیر قائم و دائم رکھیں اور آپ حضرات کو ان کا صحیح جانشین بنائیں۔ آمین۔“ (مکاتیب مشاہیر، ج ۴: ص ۱۰۳۹)

حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ کے تلامذہ میں بڑے بڑے اصحاب علم و دانش، جید مدرسین، نامور محدثین اور اعلیٰ پائے کے مصنفین شامل ہیں، جو ان کی عظمت اور قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ع ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اس قطب الرجال کے دور میں ایسے یادگار اسلاف، گوہر آبدار اور درشاہسوار کا پچھڑنا عالم اسلام بالعموم اور برصغیر کے لئے بالخصوص ایک بہت بڑا المیہ اور عظیم سانحہ و نقصان ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی ان جلیل القدر خدمات کے صلہ میں جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کے جانشینوں مولانا ڈاکٹر عادل خان، مولانا عبید اللہ خالد، دیگر نسب اور روحانی پسماندگان کو اس عظیم صدمہ کی برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، دارالعلوم حقانیہ اور ادارہ الحق اس غم میں برابر کا شریک ہے اور دارالعلوم میں مرحوم کی یاد اور ایصال ثواب کے لئے تعزیتی اجتماع بھی کیا گیا.....

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خاموش ہے

انٹرنیشنل تحریک ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا عبدالحفیظ کئی کی جدائی

قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علمائے ربانین زمین سے آہستہ آہستہ اٹھائے جائیں گے، صدر وفاق المدارس حضرت مولانا سلیم اللہ خان مرقہ کے سانحہ کے دوسرے روز ایک اور جانکاح حادثے نے اہل اسلام کو قلوب کو ہلا کر رکھ دیا، یہ پیر طریقت حضرت مولانا عبدالحفیظ کئی کی اچانک وفات کی خبر تھی، جو اصلاحی اور علمی دورہ کے اثناء میں ان کی وفات ہوئی تھی اور دوران پرواز ان کی

طبیعت ناساز ہو گئی، انہیں ایئر پورٹ سے سیدھا ہسپتال منتقل کیا گیا، تحریک ختم نبوت پر آپ تن من اور دھن سے فدا تو تھے ہی، مرنا بھی اسی مقصد کیلئے آپ کو دیا ر غیر میں نصیب ہوا اور وہیں پہ انہوں نے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی.....

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا
حضرت مرحوم ایک باکمال علمی و روحانی شخصیت تھے، آپ انتہائی متواضع، منکسر المزاج، نرم خو طبیعت کے مالک تھے، زندگی بھر حرمین شریفین اور دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرور فضاؤں میں بسر کی اور زندگی کی آخری سانس تک تحفظ ختم نبوت کی مقدس تحریک کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ مجاز تھے، طریقت، سلوک و احسان اور تبلیغ آپ کا اولڑھنا کچھونا تھا، اس کے ساتھ ساتھ حدیث کا درس بھی زندگی بھر دیتے رہے، کئی اہم دینی کتابوں کے مصنف و مؤلف بھی تھے، خصوصاً اپنے شیخ اور برصغیر کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی عظیم علمی تحقیقات اوجز المسالك شرح موطا امام مالک، لامع الداری، کنز المتواری شرح صحیح البخاری سمیت دیگر اہم کتابوں کو اپنے تعلیقات کے ساتھ عالم عرب میں شائع فرمایا۔

حضرت کئی شرعی علوم کے ساتھ ساتھ جادہ سلوک و احسان کے بھی راہی تھے۔ گویا شریعت اور طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ حضرت کی اچانک رحلت سے علم و فضل کی مسند ویران ہو گئی اور مدرسہ خانقاہ کی رونقیں ماند پڑ گئیں، اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے دعوتی و اصلاحی اسفار بھی جاری رکھتے۔ حضرت مولانا مجاز مقدس میں چند بچے کچھ مقیم پاکستانی اکابر علماء کے سرخیل اور نمائندے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان اور دنیا بھر میں حرمین شریفین کے سفیر اور رابطہ کار کا کام بھی آپ دے رہے تھے۔ ہائے افسوس! دیار حرم میں علمائے دیوبند کے بہت بڑے ترجمان، نمائندے اور دعا گو سے ہم سب محروم ہو گئے۔ حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ سے انہیں خاص عقیدت و محبت تھی، عمر بھر اسی محبت کا بھرم نبھاتے رہے، ابھی پچھلے سال ہی دارالعلوم حقانیہ میں تشریف لائے تھے، اور ایوان شریعت ہال میں دارالعلوم کی عظمت اور خدمات پر ایک جامع خطاب فرمایا اور طلباء کو اجازت حدیث بھی عطا کی۔ دارالعلوم میں اس آخری ملاقات کے موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ اپنی گہری عقیدت و محبت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ رخصت ہوتے ہوئے جھک کر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے دونوں ہاتھوں کو بوسے دیئے، حالانکہ خود بہت بڑے عالم دین اور ساتھ ساتھ بڑے پیر و مرشد بھی تھے، لیکن بڑے مولوں کے اوصاف بھی بڑے ہوتے ہیں۔ آپ کا پہلا نماز جنازہ افریقہ میں ادا

ہوا، اور ختم نبوت کے اس پروانے کا جسد خاکی مدینہ منورہ پہنچایا گیا جس کے تحفظ اور عقیدے کا پیغام زندگی بھر آپ نے شہر شہر، قریہ قریہ بلکہ افریقہ کے صحراؤں تک پہنچایا۔ ماشاء اللہ موت بھی اس مسافر حق کو اس صورت آئی کہ آپ ختم نبوت کے پیغامبر کی حیثیت سے حالت سفر میں تھے۔ چنانچہ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا کے مصداق آپ کا جسد اطہر جمعرات کی رات کو پہنچ گیا اور صبح مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد جنت البقیع میں اس ختم نبوت کے سچے داعی، امین، مبلغ، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت کرامؑ کی کہکشاؤں اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ماہ پاروں کے جھر مٹ سے مرصع مبارک قبرستان میں ہزاروں علماء، صلحا و معتمرین کے ہاتھوں سپرد خاک کر دیئے گئے، وہ جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے پہلے ہی اپنی زندگیاں نچھاور کی تھیں، عجب نہیں کہ رحمت للعالمین شفیع المذنبین آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بڑھ کر اپنے قابل فخر غلام کا استقبال بڑے پرتپاک سے کیا ہوگا اور انہیں ابدی مسرتوں اور سرمدی لذتوں کی بشارت دی ہوگی۔ ع خدا رحمت کندایں عاشقان پاک طینت را

اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ دارالعلوم حقانیہ آپ کے پسماندگان اور انتریشیل تحریک ختم نبوت کے عہدیداروں کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اعظمیؒ کی رحلت

ہندوستان سے اس اندوہناک حادثہ کی خبر نے پاکستان کے دینی حلقوں اور مدارس کے علماء و طلباء کو حزن و غم میں ڈبو دیا کہ ام المدارس دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اعظمیؒ بھی طویل علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ بلند پایہ محدث، بہترین مدرس اور مستجاب الدعوات اکابرین میں سے تھے، آپ سادہ مزاج، متواضع اور منکسر المزاج انسان تھے، حضرت دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث پر تقریباً ۳۳ برس تک رونق افروز رہے اور بھی کئی اہم دیگر مدارس میں اپنی شاندار تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت قبولیت اور ہر دلچیزی عطا فرمائی تھی، ۱۱ مارچ ۲۰۰۱ء کو دارالعلوم دیوبند کے اعلیٰ سطحی وفد کے ہمراہ جامعہ حقانیہ بھی تشریف لائے تھے، اس وفد میں امیر جمعیت علماء ہند حضرت مولانا اسعد مدنیؒ، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمانؒ، حضرت مولانا محمد عثمان، حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحبان بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے جامعہ حقانیہ کے دارالحدیث میں طلباء کا احازت حدیث بھی عطا فرمائی تھی۔ دارالعلوم حقانیہ میں ان کی وفات پر تعزیتی اجتماع اور قرآن خوانی کی گئی۔